40882-ایک عیسائی کا اسلام میں شراب کی حرمت قطعی کے سبب کا سوال

سوال

مرحبا.....میں ایک عیسائی ہوں...

جب ہم سوال کرتے ہیں کہ اسلام میں شراب کی حرمت کا سبب کیا ہے تو ہمیں یہ کہا جاتا ہے کہ شراب نوشی سے عقل جاتی رہتی ہے، لیکن ہر چند ماہ میں ایک چھوٹا سا گلاس شراب پینا کوئی نقصان نہیں دیتا، بلکہ بعض لوگ تو یہ کہتے ہیں کہ اس کی قلیل مقدار دل کے لئے مفید ہوتی ہے تو پھر اس کی یہ قطعی حرمت کیوں حتی کہ اس کا ایک قطرہ بھی نہیں پیا جا سکتا ؟

انسان تو عقل کا مالک ہے تاکہ وہ یہ جان سکے کہ اپنے افعال کو کیسے کنٹرول کرے اور نشہ میں آجانے سے قبل شراب نوشی سے رک جائے تو پھر اسلام نے مسلمانوں کو شراب نوشی اور خنزیر کا گوشت کھانے سے دور رہنے کا کیوں کہا ہے تاکہ ان کے دین کی اصلاح کرے اور ان دونوں اشیاء کے نقصانات بیان کرنے اور لوگوں کے لیے اختیار باقی رکھنے پر ہی اکتفا کیوں نہیں کیا ؟

پسندیدہ جواب

اول :

ہم آپ کو اپنی ویب سائٹ پر ایک ریسرچ کرنے والے اور حقیقت کے متعلق سوال کرنے والے کی حیثیت سے خوش آمدید کہتے ہیں، اور اللہ تعالی سے ہماری دعا ہے کہ ہمارا جواب کافی اور شافی ہو اور اسے بنظر غائر پڑھنے اور انصاف کے ساتھ غور و فکر کرنے کے بعد آپ کے سامنے شریعت اسلامیہ کی حکمت اور اس کی تکمیل واضح ہو جو آپ کو اس طرف لائے کہ آپ اپنے نفس کا مراجعہ کریں اور حق تلاش کرکے اس کی اتباع و پیروی کریں.

دوم :

ہماری شریعت اسلامیہ میں جو کچھ مقرر کردہ ہے اس میں یہ بھی ہے کہ یہ شریعت اسلامیہ مصالح کی تحصیل اور اس کی تکثیر کے لئے اور مفاسد و خرابی کو ختم اور اسے کم کرنے کے لئے آئی، لھذا جو چیز بھی نفع مند تھی یا پھر اس کا نفع غالب تھا وہ حلال ہے، اور جو چیز نقصان دہ اور مضر تھی یا اس کا نقصان و ضرر غالب تھا وہ حرام کر دی گئی، اور شراب بغیر کسی نزاع و اختلاف کے اس دوسری قسم میں شامل ہوتی ہے کہ یہ نقصان دہ یا پھر اس کا ضرر اس پر غالب ہے.

فرمان باری تعالی ہے :

{آپ سے شراب اور جوئے کے متعلق سوال کرتے ہیں آپ کہہ دیجئے کہ ان دونوں میں بہت بڑا گناہ اور لوگوں کے لئے دنیاوی فائدہ بھی ہے لیکن ان کا گناہ ان کے فائدے سے زیادہ ہے}.البقرۃ(219).

شراب کے نقصانات اور اس کے مفاسد کے متعلق تو ہر عالم اور جاہل اور ہر قریب اور دور والا سب جانتا ہے، اور شراب نوشی کے ضرر و نقصانات میں سے کچھ تو یہ ہیں جو اللہ تعالی نے مندرجہ ذیل فرمان میں بیان کیے ہیں :

فرمان باری تعالی ہے :

{اے ایمان والو! بات یہی ہے کہ شراب اور جوا اور تھان اور فال نکالنے کے پانسے کے تیر یہ سب کچھ گندی باتیں، شیطانی کام ہیں ان سے بالکل الگ رہو تاکہ تم فلاح حاصل کرلو، شیطان تو یہی چاہتا ہے کہ شراب اور جوئے کے ذریعہ تمہاری آپس میں عداوت و بغض ڈال دے اور اللہ تعالی کی یاد اور نماز سے تمہیں غافل کردے لہذا اب بھی باز آجاؤ}. المائدۃ (90-91)

ان دونوں آیتوں میں اللہ تعالی نے شراب کی حرمت کی بہت ہی بلیغ تاکید کی ہے کہ اسے تھانوں اور پانسے کے تیروں کے ساتھ ملا کر ذکر کیا ہے جو کہ شرک کے مظاہر میں سے ہیں اور اس وقت اسلام سے قبل جزیرہ عرب میں یہ عام تھے، اور اللہ تعالی نے انہیں شیطانی اعمال میں سے قرار دیا بلکہ ایسا کرنا فحش اور برائی ہے اور اللہ تعالی نے ان سے اجتناب کرنے کا حکم دیتے ہوئے اس سے اجتناب کو کامیابی و فلاح کی راہ قرار دیا، اور اس کے دینی نقصانات ذکر کیے کہ یہ واجبات و فرائض اور شرعی فضائل اللہ تعالی کا ذکر اور نماز جیسے اعمال سے روکتے ہیں.

شراب نوشی میں بہت سے نقصانات وضرر پائے جاتے جو یقینی ہیں اور ان کے متعلق رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تو یہاں تک فرمایا ہے کہ :

"شراب ام الخبائث یعنی سب برائیوں کی جڑ ہے" یہ حدیث حسن ہے اور اسے علامہ البانی رحمہ اللہ تعالی نے السلسلۃ الصحیحۃ (1854) میں ذکر کیا ہے.

اور یہ حدیث ہمارے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے سچا ہونے کی دلیل ہے انہوں نے جو کچھ فرمایا وہ سچ ثابت ہوا، کیا آپ کو اس نوجوان کی خبر نہیں پہنچی جو نشہ کی حالت میں گھر واپس آیا اور خنجر لے کر اپنی والدہ کو دھمکی دی کہ اگر وہ اس کے ساتھ برائی نہیں کرتی تو وہ اسے قتل کردے گا لہذا ماں کو شفقت نے گھیر لیا اور اس نے بیٹے کی بات تسلیم کرلی اور جب بیٹا ہوش میں آیا اور نشہ ختم ہوا تو اس نے جو کچھ کیا تھا اس کا علم ہوا تو خودکشی کرلی.

دیکھیں شراب نوشی کرنے کے بعد انتہاء اور خاتمہ کس پر ہوا شراب نوشی کی اور پھر والدہ کے ساتھ زنا کیا اور بالآخر خودکشی کرلی! اللہ تعالی ہمیں سلامتی وعافیت سے نوازے.

بلکہ برطانوی ادارۃ المعارف کی ریسرچ ہے کہ محرم عورتوں کے ساتھ جتنے بھی جنسی زیادتیوں کے واقعات ہوتے ہیں مثلا بہن یا ماں اور بیٹی وغیرہ کے ساتھ یہ سب شراب نوشی کی بنا پر نشہ میں دھت ہو کر کیے جاتے ہیں.

اور یہ کہنا کہ : شراب کی کم مقدار کا استعمال دل کے لیے فائدہ مند ہے اس کا جواب یہ ہے کہ :

اول :

نئی تحقیق سے یہ بات سامنے آئی ہے کہ شراب نوشی کا دل کے لئے فائدہ مند ہونا اور اس کی شریانوں کو کھولنا یہ سب کچھ غلط ہے اور بہت بڑی غلطی تھی، کیونکہ شراب دل کی ان مغذی اور اہم شریانوں کو نہیں کھولتی پہلے دور میں جس کا گمان کیا جاتا ہے، بلکہ یہ ان جلد کے نیچے پائے جانے والے خونی خلیوں کو وسیع کرتی ہے اور اسی وقت دل کی اہم شریانوں کو تنگ کردیتی ہے اس کا سبب یہ ہے کہ اس کے اندر پائے جانے والے کوسٹرول اور چکناہٹ کے مادہ کو ناکارہ بنا دیتی ہے جس کی بنا پر دل کی دھڑکن تیز ہوجاتی اور سینہ کی درد میں اضافہ ہوجاتا ہے، اور خاص کر سگرٹ نوشی کے ساتھ تو اور بھی زیادہ ہوتی ہے.

اور ذاتی طور پر دل کے عضلات پر تو شراب نوشی کا خاص اثر ہوتا ہے، اس طرح کہ دل کو زہر آلودہ کردیتی اور اس کا بنیادی کام کو معطل کرکے رکھ دیتی ہے خاص کر کوبالٹ پر مشتمل بیرہ پینے سے، اسی طرح دل کو (fb1) کے بہہ جانے کی بنا پر جلن اور خارش زدہ کردیتی ہے.

دوم :

یہ فائدہ اور منفعت جس کا گمان کیا جاتا ہے کہ شراب سے حاصل ہوتا ہے اسے شراب کے علاوہ کسی اور چیز سے حاصل کیا جاسکتا ہے کیونکہ شراب کا ضرر اور نقصان اس کے فائدہ اور منفعت پر غالب ہے ۔

سوم :

یہ بھی کہا جاسکتا ہے کہ شراب سے دل کو جو فائدہ حاصل ہوتا ہے وہ تو ان پھلوں اور ان مواد کی بنا پر ہے جس سے شراب حاصل کی جاتی ہے مثلا انگور ، اور سیب وغیرہ ، تو اس بنا پر ہم یہ کہیں گے کہ اس فائدہ کو ان پھلوں سے اس طریقہ پر حاصل کرنا ممکن ہے جس طرح اللہ تعالی نے ان پھلوں کو شراب بنائے بغیر حاصل کیا جاسکتا ہے ۔

چہارم :

دل کو حاصل ہونے والے اس فائدہ کا :- اگر یہ اسی طرح صحیح ہے - ان مفاسد اور نقصانات سے موازنہ کرنا جو انسان کی صحت کو ہمیشہ کے لیے پہنچتے ہیں ، اور ان نقصانات کو ہر اس طبی مصدر اور مرجع سے معلوم کیا جاسکتا ہے جس میں شراب اور الکحل اور انسان پر اس کے نقصانات کے متعلق بحث کی گئی ہے ۔

مثلا ان کتابوں کو دیکھیں : الایمان الکحولی تالیف ڈاکٹر نبیل صبحی الطویل ، طبع موسستہ الرسالہ بیروت ۔

ابحاث واعمال الموتمر العالمی الثالث والرابع عن الطب الاسلامی طبع الکویت 1405ہ 1407ہ

اور جب دور قدیم اور دور جدید میں بعض لوگوں کا خیال تھا کہ شراب میں نفع اور فائدہ پایا جاتا ہے ، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام میں سے ایک صحابی طارق بن سوید الجعفی رضی اللہ تعالی عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور شراب کے متعلق دریافت کیا تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں شراب سے منع کیا تو وہ کہنے لگے میں بطور دوائی اور علاج تیار کرتا ہوں تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

" یہ دوائی اور علاج نہیں لیکن ایک بیماری ہے " صحیح مسلم ۔

اور یہ حدیث نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صدق نبوت کی دلیل ہے ۔

اور آپ کا یہ کہنا کہ : انسان عقل کا مالک ہے تا کہ وہ یہ جان سکے کہ کس طرح اپنے افعال کو کنٹرول کرے اور نشہ ہونے سے قبل شراب نوشی سے رک جائے ۔

تو یہ اس شخص کا قول ہے جو لوگوں کو اللہ رب العالمین سے دور کرنے کے لیے شیطان ملعون کی راہوں کی طرف متنبہ نہیں ہوا ، اور پھر یہ اس شخص کا قول ہے جو یہ نہیں جانتا اور اس سے جاہل ہے کہ شراب نوشی کرنے والے کا شراب کے ساتھ تعلق کس طرح قائم ہوتا ہے حتی کہ شراب نوشی کرنے والا نشئی اور شراب کا رسیا اور عادی شراب نوش بن جاتا ہے ۔

اور پھر شیطان تو بندے کو آہستہ آہستہ اور بتدریج کم سے زیادہ اور چھوٹے سے بڑے اور معصیت وگناہ سے کفر و شرک کی طرف جتنی وہ طاقت رکھے اس طرف لے جاتا ہے اور اس میں ایک ایک قدم چلتا ہے اور چیز سے دوسری چیز کی طرف منتقل ہوتا ہے ، اور اللہ سبحانہ وتعالی نے بھی سورۃ النور میں اسی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا :

.{ایمان والو! شیطان کے قدم بقدم نہ چلو، جو شخص شیطانی قدموں کی پیروی کرے تو وہ بے حیائی اور برے کاموں کا ہی حکم کرے گا، اور اگر تم پر اللہ تعالی کا فضل وکرم نہ ہوتا تو تم میں سے کوئی بھی کبھی پاک صاف نہ ہوتا، لیکن اللہ تعالی جسے چاہتا ہے پاک کردیتا ہے اور اللہ تعالی سننے والا اور جاننے والا ہے}. النور(21).

اور اسی معنی کی طرف شاعر بھی یہ کہتا ہوا اشارہ کرتا ہے :

نظر پڑی اور پھر مسکراہٹ نکلی اور پھر سلام اور سلام کے بعد بات چیت ہوئی اور ملاقات کا وعدہ ہوا.

یہ سب کچھ تو ظاہر ہے اور ہر وہ شخص جو نفسوں اور شیطان کے داخل ہونے کی جگھوں کو جانتا اور سمجھتا ہے وہ بھی اس کو جانتا ہے اور پھر شراب اور شراب نوشی کرنے والے میں تو یہ چیز اور بھی ظاہر ہے.

ایک مشرقی ضرب المثل ہے :

ابتدا میں تو انسان شراب کا ایک گلاس لیتا ہے .... پھر ایک کے بعد دوسرا گلاس لیتا ہے .. اور پھر شراب کا گلاس ہی انسان کو پکڑ لیتا ہے .

یہ قصہ ڈاکٹر کی ایک نصیحت یا پھر کسی دوست کی نصیحت سے شروع ہوتا ہے کہ کھانے کی چاہت مکمل کرنے کے لیے شراب کا ایک گلاس لو جو تمہیں شعور واحساس میں بھی مدد مہیا کرے گا یا پھر دوستو واحباب کی مجلس جس میں شراب کے جام چل رہے ہوں یا پھر کھانے کی دعوت میں شراب کھانے کا ایک حصہ اور جزء ہو اس کی ابتدا ہوتی ہے ، یا.... یا... یا...

پھر آہستہ آہستہ شراب اور نفس کے مابین روابط اور تعلقات بڑھنا شروع ہوتے ہیں حتی کہ شراب انسان کی زندگی کا ایک جزء اور حصہ بن جاتی ہے حتی کہ وہ نشئ بلکہ اپنے نشہ اور شراب کا ہی غلام بن جاتا ہے ، اسے نشہ کی چاہت اسی طرح ہو جاتی ہے جس طرح ایک مریض دوائی اور علاج کی چاہت اور طلب ہوتی ہے جیسا کہ شاعر بھی کہتا ہے :

اور ایک گلاس میں نے لذت پر نوش کیا ، اور اس کا ایک گلاس میں نے اس کے علاج کے لیے پیا.

اس نے پہلے گلاس میں بغیر کسی اول فول اور بکواس کے منفعت - بغیر نشہ کے - اور راحت و چستی پائی ، اور دوسرا بھی اس جیسا ہی ، اور وہ آج کل کے گلاس کا شوق رکھتا ہے ، اور اس شراب کے زہر یلے مادوں کو قبول کرنے کی عادت بن جانے پر وہ ہر بار اس مقدار سے زیادہ پینے کی ضرورت محسوس کرتا ہے تا کہ اسے وہ راحت اور نشاۃ حاصل ہو جو پہلے گلاس میں حاصل ہوئی تھی ، پھر وہ اتنا نشئ بن جاتا ہے کہ الکحل اور شراب کے استعمال میں مکمل نظم رکھتا اور اسے پینے میں زیادہ انہماک کا اہتمام کرتا ہے ، اسی لیے اس کے عادی نشئ ہونے کے خلاف ساری ضمانت یہی ہے کہ اسے ایک بار بھی شراب اور الکحل نہ دی جائے.

اسی بنا پر شریعت اسلامیہ کی یہ حکمت ہے کہ اس نے شراب کی کم اور زیادہ مقدار بھی حرام قرار دی ہے ، لھذا کم مقدار ہی زیادہ مقدار کی اول اور ابتدا ہے ، اور کم مقدار تھوڑی کے ساتھ بھی زیادہ ہے.

چھوٹی چیز کو حقیر نہ جانو کیونکہ پہاڑ کنکریوں سے ہی ہیں.

اور آپ کا یہ کہنا کہ : اسلام نے مسلمانوں کے لیے یہ شرط کیوں رکھی ہے کہ وہ شراب اور خنزیر کے گوشت سے دور رہیں تا کہ ان کے دین کی اصلاح ہوتی رہے اور ان دونوں کے نقصانات اور ضرر بیان کرنے اور لوگوں کو اس میں اختیار بیان کرنے پر ہی اکتفا کیوں نہیں کیا ؟ !

یہ ایسا سوال ہے جو نفس کو بہت بڑے مغالطہ میں ڈالتا ہے ، وگرنہ یا تو ہر ایک کو معلوم ہے کہ سب لوگوں کی عقلیں ایک جیسی نہیں کہ ہر ایک نفع اور نقصان کی چیز کا ادراک ایک جیسا ہی کرے ، اور پھر ان کے ارادے اور طاقت بھی ایک جیسی نہیں کہ وہ نفع والی چیز کو اختیار کر سکیں اور نقصان دہ چیز کو ترک کر دیں ، لھذا یہ ممکن ہی نہیں کہ ہر انسان کو اختیار دے کر فرد اور معاشرہ کے معاملات اور سلوک کو منضبط اور مرتب کیا جا سکے.

اور اگر اس معاملہ کو اختیار پر چھوڑ دیا جائے تو شراب نوشی اور اس کے برے اثرات صرف اکیلے شراب نوشی کرنے والے پر ہی نہیں ہونگے حتی کہ اسے اختیار دے دیا جائے کہ وہ جو چاہے کرے، بلکہ یہ ضرر اور نقصانات تو معاشرے کے ہر فرد کو تک جائیں گے لھذا شراب نوشی سے پیدا ہونے والے امراض اور بیماریاں پورے معاشرے کو کمزور کرنے کا باعث بنیں گے کیونکہ معاشرہ افراد کے مجموعے کا نام ہے کسی فرد کا نہیں اور کسی عادی بیماری سے پیدا ہونے والے مرض کے نقصانات اور ضرر دوسرے کے لیے بھی نقصان دہ ہیں اور اس کے علاج میں خرچ کیا جانے والا بجٹ بھی دوسرے کے لیے نقصان دہ ہے، جو آپ کو اس نشہ کی عادت سے پیدا ہونے والے جرائم کو روکنے کے لیے صرف ہونگے.

عالمی ادارہ صحت کی جاری کردہ تفصیلات کے مطابق تیس ملک جن میں امریکہ، برطانیا، بھی شامل ہیں میں پائے جانے والے جرائم میں 86% فیصد قتل کے جرائم اور 50% فیصد اغوا کے جرائم شراب نوشی کی بنا پر ہوتے ہیں.

اور دنیا کے مختلف ممالک میں اس طرح کے سروے کی تفصیلات بہت زیادہ ہے.

اور ٹریفک کے حادثات تو اس سے بھی زیادہ اور مشہور ہیں، مثال کے طور پر 1965 میلادی میں امریکہ کے اندر ٹریفک کے حادثات میں 49000 لوگ مرے اور 1.800.000 لوگ دائمی معذور بن گئے، اس وقت صحت کے عمومی مسؤلین نے یہ اندازہ لگایا کہ ان میں نصف لوگوں کی موت کا سبب شراب نوشی اور الکحل کا استعمال تھا، اور ان حادثات میں اس برس مالی نقصان (8900) ملین ڈالر ہوا.

اور جنوبی امریکہ کی ریاست چیکی میں 1966 میلادی میں ہونے والے ٹریفک حادثات میں سے 70% ستر فیصد حادثات نشہ کی بنا پر تھے اور پیرس میں مجموعی حادثات میں سے دس سے پندرہ فیصد حادثات بھی شراب نوشی کی بنا پر ہوتے ہیں.

پھر سائل پر یہ اعتراض بھی کیا جاسکتا ہے :

کہ کیوں نہ ہم لوگوں کے سامنے چوری کی برائی بیان کریں اور انہیں اختیار دیں کہ جسے چاہیں وہ اختیار کرلیں اور ان پر کوئی سزا یا الزام متعین نہ کیا جائے ؟ اور اسی طرح قتل اور رشوت میں بھی، کیوں، کیوں، کیوں، ...؟

حتی کہ معاشرہ بے قاعدگی اور بے ہنگم ہوجائے اور اسے قابو کرنا ہی مشکل ہو، اور معاشرہ میں جنگل کا قانون بن جائے یا پھر حیوانی قانون کی شکل اختیار کرلے.

پھر یہی سوال تو ان سب قوانین اور نظاموں پر بھی ہوتا ہے جن پر لوگ اپنی زندگی بسر کررہے ہیں.

اللہ تعالی کے دین جو آسمان سے نازل کردہ ہے سے دور اور علیحدہ ہونے اور اللہ تعالی نے اپنے بندوں کے لیے جو مشروع کیا ہے اس سے باہر نکلنے کی اساس اور بنیاد ایک سوچ اور فکر ہے اور وہ سوچ اور فکر یہ ہے کہ انسان کو بغیر کسی حکم کا مکلف نہ بنایا جائے جس کی تنفیذ اس پر لازم ہو، یا پھر اسے کسی کام سے منع کیا جائے جسے اس کے لئے ترک کرنا ضروری ہو، باوجود اس کے کہ امر اور نہی کا التزام کرنا اور حلال و حرام پر عمل کرنا ہی اللہ تعالی عبودیت ہے یہی معنی سب سے بسیط ہے اور عبادت خالصتا اللہ تعالی کا ہی حق ہے کسی اور کی عبادت نہیں کی جاسکتی کیونکہ وہ خالق ہے اور مخلوق ہے کا حق ہے کہ وہ اپنے خالق کی عبادت کرے، کیونکہ مخلوق پر سب سے اول اور پہلا حق یہی ہے کہ وہ اپنے خالق کی عبادت کرے کیونکہ وہ مخلوق ہے اور اللہ ان کا خالق ہے، اللہ سبحانہ وتعالی کا فرمان ہے :

{کیا انسان یہ سمجھتا ہے کہ اسے ویسے ہی بیکار چھوڑ دیا جائے گا} القیامۃ (36).

یعنی کیا انسان یہ خیال کرتا ہے کہ اللہ تعالی اسے ویسے ہی بغیر کسی کام کے مکلف کیے چھوڑ دے گا اور اسے کوئی حکم نہیں کرے گا اور اسے کسی کام سے نہیں روکے گا، پھر اس کے نتیجہ میں اسے اس کی قبر میں بھی ویسے ہی چھوڑ دے، نہ تو کوئی حساب وکتاب اور نہ ہی حشر ونشر تو پھر جب کوئی اور امر اور نہی نہ ہو اور کوئی ثواب اور سزا نہ ہو تو پھر عبودیت کہاں اور پھر ہم جنت میں کس لئے داخل ہونگے ؟!

واللہ اعلم.